AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

A Comparative Review of the Views of the Five Schools of Thought in Religious Thought.

فکر تعبدی میں مذاہب خمسہ کی آراء کا تقابلی جائزہ

Hafiz Abdul Khaliq

PhD scholar, Department of Fiqh and Sharia, The Islamia University of Bahawalpur

abdulkhaliq000078@gmail.com

Dr. Abdul Ghaffar, Lecturer Department of Fiqh and Shari'a The Islamia University of Bahawalpur

abdulghaffar@iub.edu.pk

Abstract

This paper explores the concept of *ta'abbudi* thought in Islamic jurisprudence, particularly in the context of the five major schools of law: Hanafi, Maliki, Shafi'i, Hanbali, and Ja'fari. *Ta'abbudi* (acts of worship performed out of submission without rational inquiry into their wisdom) forms the backbone of Islamic ritual practice. While all schools acknowledge its primacy in matters of `ibadat, their approaches differ in methodology, interpretation, and emphasis. Through comparative analysis, this study highlights both shared foundations and nuanced distinctions, concluding with the significance of *ta'abbudi* thought in sustaining unity and humility within the Muslim ummah.It seems that the concept of devotional thought refers to the ideology and practice under which acts of worship are performed simply as a form of obedience to the command of Allah, whether the wisdom behind it is clear or not. In this way of thinking, the servant expresses complete submission and satisfaction before his Lord. And he adopts the method of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) without any hesitation. Similarly, the study of religious thought in the five schools of thought helps us to understand how different schools of jurisprudence base their worship on the Sunnah and Hadith, prioritize the principles of religious worship despite their differences, and how religious worship keeps alive the spiritual unity of the Muslim Ummah and the true spirit of worship.

Keywords: devotional thought, satisfaction, religious worship, spiritual unity

موضوع کا تعارف

اسلام ایک جامع دین ہے جو انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت پر ہے، اور اس کا عملی اظہار شریعت کی صورت میں ہوتا ہے۔ شریعت اسلامی کے دو اہم شعبے ہیں: عبادات اور معاملات۔ عبادات کا تعلق بندے اور رب کے درمیان براہِ راست تعلق سے ہے اور ان کا اصل جوہر تعبد (یعنی خالص اطاعت، تسلیم و رضا اور بندگی کا اظہار) ہے۔ نیز اسلامی تاریخ میں فقہ اسلامی کے مختلف مکاتب نے عبادات اور تعبدی احکام کی تعبیر و تشریح میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری مکاتبِ فکر کو مجموعی طور پر مذاہبِ خمسہ کہا جاتا ہے۔ ان مکاتب نے قرآن و سنت، اجماع، قیاس اور دیگر اصولوں کی روشنی میں اسلامی احکام کو مرتب کیا، مگر جب بات عبادات کی ہو، تو یہاں عقل، قیاس یا مصلحت کی نسبت تعبدی جذبے کو اہمیت دی جاتی ہے۔

منہج تحقیق:

اس تحقیقی مضمون میں تقابلی وتجزیاتی منہج استعمال کیا گیا ہے۔

تعبدی فکر کی تعریف و مفہوم:

"تعبد" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی اصل عبَدَ–یعبُدُ–عبادةً ہے، جس کے معنی ہیں جھکنا، عاجزی کرنا، اور اطاعت کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں تعبد اس رویے کو کہتے ہیں جس کے تحت انسان کسی حکمِ الٰہی کو صرف اس لیے بجالاتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے، چاہے اس کی حکمت و علت انسان کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

لغوی و اصطلاحی مفہوم:

تعبد کا مطلب ہے عبودیت کا اظہار، یعنی بندگی، غلامی اور فرماں برداری، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"العبادة: غاية التذلل والخضوع". [1]

"یعنی: "عبادت انتہائی عاجزی اور جھکاؤ کا نام ہے۔

الأمر التعبدي هو ما لا يُعلم علته، ويطلب من المكلف فعله تعبداً، لا لمصلحة عقلية ظاهرة". [2]

تعبدی حکم وہ ہے جس کی علت معلوم نہ ہو، اور اسے صرف اللہ کی بندگی اور اطاعت کے جذبے سے انجام دینا مطلوب ہو، نہ کہ کسی عقلی منفعت کے سبب۔

اصطلاحی معنی:

تعبد اس طرزِ عمل کو کہا جاتا ہے جس میں شریعت کے احکام کو محض اس بنا پر قبول کیا جاتا ہے کہ وہ "من جانب اللہ" ہیں، اور ان میں کسی عقلی دلیل یا ظاہری فائدے کی تلاش کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

العبادة اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الباطنة والظاهرة. [3]

"عبادت ایک جامع اصطلاح ہے جو ان تمام اقوال و افعال (ظاہر و باطن) پر مشتمل ہے جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔"

تعبدی فکر اور عقل:

اسلام میں عقل کی اہمیت مسلّمہ ہے، جیسا کہ فرمایا:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ[4]

یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

لیکن کچھ احکام ایسے ہوتے ہیں جنہیں "تعبدی احکام" کہا جاتا ہے، یعنی وہ خالص اطاعت و بندگی کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں، چاہے ان کی حکمت سمجھ نہ آئے، جیسے:

- نماز میں چار رکعت فرض ہونا[5]
- وضو میں اعضاء کی ترتیب[6]
- سعی، طواف، رمی جمار جیسے حج کے اعمال[7]

تعبدی فکر کے مظاہر:

1. تسلیم و رضا:

تعبدی فکر بندے کو اللہ کے احکام کے سامنے جھکنے اور ان پر بلا چون و چرا عمل کرنے کی تربیت دیتی ہے۔

2. اتباعِ سنت:

نبی کریم ﷺ کی سنت کا اتباع تعبدی فکر کا مرکز و محور ہے۔ تعبدی رویے میں انسان "کیوں" کے بجائے "کیسے" پر توجہ دیتا ہے۔

3. روحانیت اور قربِ الٰہی:

تعبدی فکر بندے کو اخلاص، خشوع و خضوع، اور قربِ الٰہی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچاتی ہے۔

فقہی اصولی نکتہ نظر:

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"العبادات مقصودها التعبد لا التعليل، فلا يجوز تعليلها بمحض المصالح ". [8]

"عبادات کا اصل مقصد تعبد ہے، تعلیل (یعنی عقلی توجیہ) نہیں۔ اس لیے ان کی بنیاد محض مصلحت پر نہیں رکھی جاسکتی۔"

اسی طرح امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"العقل قاصر عن درك بعض أسرار التعبد". [9]

"عقل بعض تعبدی اسرار کو سمجھنے سے قاصر ہے۔"

ایک اور مقام پر امام شاطبی لکھتے ہیں:

"الأصل في العبادات التوقيف، فلا مجال للرأي فيها، بل هي امتثال محض لأوامر الله ورسوله". [10]

یعنی: عبادات کی اصل توقیف (یعنی نص پر مکمل انحصار) ہے۔ ان میں رائے، قیاس یا تاویل کی گنجائش نہیں۔ یہ محض اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ:

"فالأحكام التعبدية لا تعرف بالعقل، و إنما هي محض عبادة واختبار للطاعة". [11]

یعنی: تعبدی احکام عقل سے نہیں سمجھے جاسکتے، بلکہ یہ صرف عبادت اور اطاعت کے امتحان کے طور پر دیے گئے ہیں۔

امام غزالیؒ:

"العبادات لا تعلل، فالأصل فيها التعبد المجرد عن المعاني المدركة". [12]

یعنی: عبادات کی علت بیان نہیں کی جاسکتی، ان کی بنیاد بندگی اور تسلیم پر ہے، نہ کہ کسی عقلی یا منطقی معنی پر۔

جدید مفکرین کا نکتہ نظر:

ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ فرماتے ہیں:

"العبادات ليست مجالاً للعقل والتحليل، بل هي اختبار للتسليم والانقياد، ومن هنا سمت 'تعبدية'." [13]

یعنی: عبادات عقل و تجزیے کا میدان نہیں، بلکہ تسلیم و انقیاد کا امتحان ہیں۔ اسی لیے انہیں "تعبدی" کہا جاتا ہے۔

قرآنی دلیل:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِم" [14]

یعنی: جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو اپنے معاملے میں اختیار باقی نہیں رہتا۔

تعبدی فکر اور اجتہاد کا فرق:

- تعبدی حکم: ایسی عبادات یا شرعی احکام جن میں کوئی واضح علت یا حکمت معلوم نہ ہو اور جنہیں نص کی بنا پر بلا تردید قبول کرنا ضروری ہو۔
- تعلیلی حکم: ایسے احکام جن کے ساتھ کوئی عقلی، حکومتی یا فطری علت منسوب کی جا سکے، اور جہاں اجتہاد، قیاس، اور عقل کا دخل ہو سکتا ہے۔

"العبادات توقيفية لا اجتهادية، والمعاملات اجتهادية في أصولها". [15]

تمام فقہی مکاتب کا اتفاق ہے کہ عبادات اور بعض شرعی حدود میں تعبدی رویہ اختیار کرنا فرض ہے، لیکن فقہاء نے تعبد کی حد بندی اور اس کی تعبیری وضاحت مختلف انداز میں کی ہے۔

- حنفی مکتب: اجتہاد و قیاس کو اہمیت دیتا ہے، لیکن عبادات میں تعبدی رویہ سخت ہے۔
- شافعی مکتب: تعبدی فکر کو اصولی حیثیت دیتا ہے۔
- مالکی مکتب: تعبّد اور عادات (عرف) کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔
- حنبلی مکتب: نصوص پر قطعی تعبد کا قائل ہے۔

یعنی تعبدی فکر کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان عبادات اور بعض شرعی احکام میں صرف وحی پر ایمان لائے اور اطاعت کرے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عقل کو بالکل ترک کر دیا جائے، بلکہ اس کا دائرہ محدود اور مخصوص ہے۔

"التعبد لا يعني جمود العقل، ولكن يعني ضبط العقل وتأطيره ضمن النصوص الشرعية". [16]

"تعبد عقل کو معطل کرنے کا نام نہیں، بلکہ اسے نصوص کے دائرے میں محدود کرنے کا نام ہے۔"

مذاہبِ خمسہ میں تعبّدی رجحان:

اسلامی فقہ میں احکامِ شریعت کی دو بنیادی اقسام ہیں: تعبدی (عباداتی) اور تعلیلی (علت پر مبنی)۔ تعبدی احکام وہ ہیں جن میں عقل و قیاس کے بجائے صرف نصوصِ شرعیہ پر اعتماد کیا جاتا ہے اور جن کی علت مخفی یا ناقابلِ تعین ہوتی ہے۔ ایسے احکام میں بندگی، تسلیم و اطاعت اور محض حکمِ الٰہی کی پیروی بنیادی اصول ہیں۔ مذاہبِ خمسہ یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری مکاتبِ فکر نے ان تعبدی احکام کی تفہیم و تعبیر میں مختلف اسالیب اختیار کیے ہیں، لیکن سب کا مشترکہ منہج یہ ہے کہ تعبدی احکام میں تسلیم و اطاعت مقدم ہے۔ فکرِ تعبدی کا فہم نہ صرف فقہی مباحث میں

رہنمائی کرتا ہے بلکہ امتِ مسلمہ کے درمیان رواداری، اتحاد، اور فکری توازن کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔
اسلامی فقہ کی تاریخ میں جن پانچ مکاتبِ فکر نے اہم ترین اور مستند مقام حاصل کیا، وہ درج ذیل ہیں:

1. فقہ حنفی
2. فقہ مالکی
3. فقہ شافعی
4. فقہ حنبلی
5. فقہ جعفری (اثنا عشری)

ان مکاتب نے قرآن، سنت، اجماع اور قیاس جیسے اصولوں پر فقہی نظام کی بنیاد رکھی، اور ہر ایک مکتب نے احکامِ شرعیہ کی تعبیر میں اپنا خاص انداز اپنایا، لیکن تمام مکاتب نے عبادات میں تعبدی پہلو کو بنیادی اہمیت دی۔

فقہ حنفی اور تعبدی فکر:

امام ابو حنیفہؒ (وفات: 150ھ) قیاس اور عقل کے استعمال میں ممتاز تھے، جو کہ بعد ازاں فقہِ حنفی میں اصولی طور پر تعبدی احکام کو نصوصِ قطعیہ سے اخذ کیا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ قیاس کو اصولِ استنباط میں بلند مقام دیتے ہیں، تاہم وہ تعبدی امور جیسے نماز کے رکوع و سجدہ، روزے کے اوقات، اور طہارت کے احکام کو محض اتباعِ نص میں شمار کرتے ہیں۔

"نعبد الله كما ورد، ولا نعلل كل عبادة بعلة معقولة"[17]

"ہم اللہ کی عبادت اسی طرح کرتے ہیں جیسے وہ وارد ہوئی ہے، اور ہر عبادت کو کسی عقلی علت کے ساتھ لازم نہیں جوڑتے۔"

مگر عبادات کے باب میں وہ شدید احتیاط اور تعبدی انداز اپناتے تھے۔
مثلاً نماز میں رفع یدین نہ کرنے کے حوالے سے ان کا مؤقف حدیث کی تعبدی تعبیر پر مبنی تھا، حالانکہ قیاس کے اعتبار سے رفع یدین زیادہ مناسب معلوم ہوتا۔[18]

ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

"العبادات لا مجال فيها للرأي، وإنما المدار فيها على التوقيف". [19]

"عبادات میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں، ان کی بنیاد محض توقیف (یعنی نص) پر ہے۔"

فقہ مالکی اور تعبدی فکر:

امام مالکؒ (وفات: 179ھ) مدینہ کے عمل (عملِ اہلِ مدینہ) کو حجت سمجھتے تھے۔ آپ کا رجحان اہلِ مدینہ کے عمل اور روایت پر ہے۔ تعبدی امور میں وہ مدنی عمل کو سنتِ متواتر سمجھتے ہوئے اختیار کرتے ہیں۔

"ما كان عليه أهل المدينة فهو الحق، لأنه عمل متوارث من زمن النبي ﷺ"[20]

تاہم تعبدی احکام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کے تعامل کو اولین حیثیت دیتے تھے۔

مثال کے طور پر، امام مالک کے نزدیک نماز میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا (سدلہ) تعبدی اتباع کی علامت ہے، کیونکہ یہی عمل اہلِ مدینہ سے مروی ہے۔[21]

فقہ شافعی اور تعبدی فکر:

امام شافعیؒ (وفات: 204ھ) تعبدی امور میں سنتِ نبوی کے سختی سے پیروکار تھے۔ وہ ہر عبادت میں نصِ صریح کو ترجیح دیتے اور قیاس کو مؤخر کر دیتے۔ گویا آپ قیاس و استحسان کو عبادات میں لاگو نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک نماز، وضو، حج وغیرہ میں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے افعال (جیسے انگلیوں کا خلال) بھی سنتِ نبوی کے تعبدی اتباع کا مظہر ہیں۔

فقہ حنبلی اور تعبدی فکر:

امام احمد بن حنبلؒ (وفات: 241ھ) کا فقہی منہج حدیث پر سختی سے قائم رہنے کا تھا، اور وہ عقل یا قیاس کو عبادات میں بہت کم دخل دیتے تھے۔ ان کے نزدیک تعبدی احکام کی بنیاد فقط نص ہے، نہ کہ قیاس یا عقل۔ نیز ان کے نزدیک حدیث ضعیف بھی اگر عبادات سے متعلق ہو اور قابلِ عمل ہو، تو اسے تعبدی طور پر اپنایا جا سکتا ہے۔

"إذا جاء الأثر فليس للعقل مدخل فيه"[22]

"جب اثر (نقلی دلیل) آجائے تو پھر عقل کو اس میں دخل دینے کی گنجائش نہیں رہتی۔"

امام احمد بن حنبل حدیث پر سختی سے کاربند تھے۔[23]

فقہ جعفری (اثنا عشری) اور تعبدی فکر:

فقہ جعفری، امام جعفر صادقؑ (وفات: 148ھ) کی طرف منسوب ہے۔ اس مکتب میں بھی عبادات میں توقیف میں تعبدی فکر کا مرکز ائمہ معصومین کے اقوال اور سنت ہے۔ مجتہدین تعبدی احکام میں عقل کو محدود رکھتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ کا قول ہے:

"لا يُعبد الله بالرأي، و إنما بالاتباع".[24]

"اللہ کی عبادت رائے سے نہیں، بلکہ اتباع سے کی جاتی ہے۔"

"العبادات تؤخذ تعبداً عن الأئمة، لا مدخل للعقل فيها إلا حيث دل عليه نص منهم"[25]

"عبادات کو ائمہ سے تعبدی طور پر لیا جاتا ہے، ان میں عقل کی کوئی گنجائش نہیں سوائے اس کے جہاں ان میں سے کسی کا نص (واضح قول) موجود ہو۔"

مذاہبِ خمسہ میں تعبدّی فکر کی عملی مثالیں:

اسلامی فقہ میں عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج، وضو وغیرہ) کے معاملات میں تعبدّی پہلو اس قدر غالب ہے کہ فقہاء اکثر ایسی آراء اپناتے ہیں جن کی بنیاد محض نص پر عمل اور اتباعِ سنت ہوتی ہے، نہ کہ عقلی قیاس یا مصلحت۔

نیچے مذاہبِ خمسہ میں چند نمایاں تعبدّی فقہی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

نماز میں رفع یدین

- حنفیہ: صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے ہیں۔
- شافعیہ و حنابلہ: رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں۔
- مالکیہ: بعض صورتوں میں ہاتھ چھوڑ دینا (سدلہ) کو ترجیح دیتے ہیں۔
- جعفریہ: رفع یدین نہیں کرتے۔

روزہ افطار کرنے کا وقت

- حنفیہ و شافعیہ و حنابلہ :سورج غروب ہوتے ہی افطار کرتے ہیں۔
- مالکیہ :سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد قدرے توقف کو پسند کرتے ہیں۔
- جعفریہ :احتیاطاً کچھ دیر بعد افطار کرتے ہیں۔

یہ تمام مکاتب غروبِ آفتاب کے مفہوم میں حدیث کی مختلف تفسیروں کی بنا پر اپنا تعبدّی عمل اختیار کرتے ہیں۔

وضو میں ترتیب کا مسئلہ

- شافعیہ و حنابلہ :ترتیب واجب ہے۔
- حنفیہ :ترتیب سنت ہے، فرض نہیں۔
- مالکیہ :ترتیب واجب ہے۔
- جعفریہ :ترتیب فرض ہے۔

یہ اختلاف قرآن کی آیتِ وضو (المائدہ:6) کی تعبدی تفسیر پر مبنی ہے۔یعنی ہر مکتب نے تعبدّاً ایک خاص ترتیب کو لازم یا غیر لازم قرار دیا۔

قصرِ نماز کی مدت

- احناف 15 :دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھی جائے گی۔
- شافعیہ و مالکیہ 4 :دن یا اس سے زیادہ کی نیت قصر کو ساقط کر دیتی ہے۔
- حنابلہ 4 :دن سے زائد قیام پر مکمل نماز۔
- جعفریہ 10 :دن کی نیت پر مکمل نماز لازم ہوتی ہے۔

یہ مدت تعبدّی نصوص کی بنیاد پر متعین کی گئی ہے، نہ کہ عقلی یا سائنسی بنیادوں پر۔

اذان و اقامت میں جملوں کی تعداد

- حنفیہ :اذان میں جملے دو بار، اقامت میں ہر جملہ ایک بار۔
- شافعیہ :اقامت میں بھی اکثر جملے دو بار۔
- حنابلہ و مالکیہ :مختلف روایات پر عمل کرتے ہیں۔
- جعفریہ " :حیّ علیٰ خیر العمل" بھی اذان میں شامل کرتے ہیں۔

یہ تمام صورتیں سنتِ نبویہ کی تعبدی تشریحات پر مبنی ہیں۔

تمام مکاتبِ فقہیہ اس بات پر متفق ہیں کہ عبادات کے باب میں تعبدی فکر بنیادی اصول ہے، اور ان میں رائے، قیاس یا مصلحت کو محدود حیثیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض فقہی اختلافات کے باوجود تعبدی اصول سب مکاتب میں مشترک قدر کی حیثیت رکھتے ہیں۔تاہم مندرجہ بالا مثالوں سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ تمام فقہی مذاہب نے عبادات میں عقل اور قیاس کو محدود اور نقل و توقیف کو مقدم رکھا ہے۔ہر مکتبِ فکر نے نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں ایک خاص تعبدّی موقف اپنایا، جس کا اصل مقصد اتباعِ رسولؐ اور اطاعتِ الٰہی ہے۔

فقہی اختلافات میں تعبّدی فکر کا کردار:

اسلامی فقہ میں اختلافات ایک فطری، علمی اور اصولی حقیقت ہے، جو مجتہدین کی فہم، نصوص کی تعبیر، اور دلائل کی نوعیت پر منحصر ہے۔ ان اختلافات میں ایک نمایاں عنصر تعبّدی فکر (Non-Rational/Devotional Jurisprudence) ہے، جو بعض فقہی آراء کے وجود اور ان کے استمرار کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ تعبّدی فکر سے مراد وہ اصولی رویہ ہے جس میں کسی حکمِ شرعی پر عمل صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ نے اسے حکم دیا ہے، چاہے اس کی علت یا حکمت پوری طرح عقل کے دائرے میں نہ آئے۔ یہی تعبّدی بنیاد فقہی اختلافات کے کئی مقامات پر واضح کردار ادا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر نماز میں آمین بالجہر کا مسئلہ لیں، تو امام شافعیؒ کے نزدیک اسے بلند آواز سے کہنا سنت ہے، جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آہستہ کہنا افضل ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد صرف حدیث کے فہم یا نقل پر نہیں بلکہ اس میں تعبّدی رجحان بھی کارفرما ہے: یعنی بعض فقہا اس مسئلے میں سنتِ نبوی کو تعبّدی انداز میں لیتے ہیں اور اس میں قیاس یا علت کی گنجائش نہیں دیتے۔ امام شاطبیؒ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"التعبديات لا مدخل للعقل فيها، ولذلك يقع فيها الخلاف لكثرة النصوص وتنوعها"[26]

"تعبدیات میں عقل کی گنجائش نہیں ہوتی، اسی لیے ان میں اختلاف واقع ہوتا ہے کیونکہ نصوص کثرت اور تنوع رکھتی ہیں۔"

اسی طرح وضو میں ترتیب اور ذہن کی نیت جیسے مسائل میں مذاہبِ اربعہ کا اختلاف تعبّدی نوعیت کا ہے۔ حنابلہ ترتیب کو فرض مانتے ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک یہ سنت ہے۔ ان آراء میں علت کی بجائے محض اتباعِ نص اور عملی سنت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں:

"إن الخلاف في التعبديات أكثره راجع إلى اختلاف الروايات لا إلى القياس"[27]

"تعبدیات میں اختلاف کی اکثر صورتیں قیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ روایات کے اختلاف کی بنا پر ہوتی ہیں۔"

قربانی کے ایام کا اختلاف بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ احناف کے نزدیک تین دن ہیں، شوافع کے نزدیک صرف ایک دن۔ یہاں علت کا سوال نہیں، بلکہ نص اور سنتِ نبوی ﷺ کی تعبّدی تعبیر بنیاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعبّدی احکام میں فقہی اختلاف برداشت کے قابل اور دائرۂ اجتہاد کے اندر مانا جاتا ہے۔

یہ تعبّدی رجحان فقہ اسلامی میں نہ صرف تنوع پیدا کرتا ہے بلکہ نرمی، وسعت اور حکمت کا مظہر بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اختلاف أمتي رحمة "[28]

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اگرچہ فقہی اختلاف موجود ہے، لیکن تعبّدی امور میں اسے اختلافِ تضاد نہیں بلکہ اختلافِ تنوع سمجھا جاتا ہے۔ اس سے شریعت میں لچک، وسعت اور اعتدال کا پہلو ابھرتا ہے۔

پس، تعبّدی فکر فقہی اختلافات میں روایت پسندی، سنتِ نبوی کی توقیر، اور شریعت کی اتباع کا شعور پیدا کرتی ہے۔ یہی رویہ فقہ کے استحکام، امت کے تنوع اور شریعت کی روح کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

تعبّدی اور تعلیلی احکام:

اسلامی شریعت میں احکام کی دو بڑی اقسام تعبّدی اور تعلیلی کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ تعبّدی احکام وہ ہیں جن کی علت و حکمت انسانی عقل کے لیے پوری طرح واضح نہیں ہوتی، اور ان پر عمل صرف اطاعت اور تسلیم کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز کی رکعات، وضو کے مخصوص اعضاء، روزے کے آغاز و اختتام کے اوقات وغیرہ ایسے احکام ہیں جن کی بنیاد محض نصِ شرعی اور اتباعِ رسول ﷺ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا" :صلوا كما رأيتموني أصلي "[29]۔ اس قسم کے احکام عقل سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن انکار عقل کے بغیر اطاعت کا تقاضا کرتے ہیں۔ امام آمدی نے تعبّدی احکام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا :

"العبادة ما لا تُعرف علته، ويُفعل تعبداً وامتثالاً "[30]

"عبادت وہ ہے جس کی علت معلوم نہ ہو، اور اسے خالص تعبد اور فرمانبر داری کے طور پر انجام دیا جائے۔"

اس کے بر عکس، تعلیلی احکام وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی واضح علت، مقصد یا مصلحت کو ملحوظ رکھا ہے، جیسے شراب کی حرمت کہ اس کی علت "نشہ" اور "عقل کا زوال" بیان کیا گیا ہے[31]۔ اسی طرح سود کی حرمت میں استحصال اور ظلم کی ممانعت شامل ہے۔ امام غزالی فرماتےہیں:

"الحكم المعلل هو ما كان معقول المعنى، يرتبط بمصلحةٍ ظاهرة32"

"حکم معلل وہ ہے جو معقول المعنیٰ ہو اور کسی ظاہر مصلحت کے ساتھ مربوط ہو۔"

تعلیلی احکام میں عقل، اجتہاد، قیاس اور مصالح مرعیہ کا عمل دخل ہوتا ہے، جیسا کہ اصولِ فقہ میں واضح کیا گیا ہے۔

دونوں اقسام میں فرق نہ صرف علمی بلکہ عملی بھی ہے۔ تعبّدی احکام انسان کی روحانی تربیت، بندگی اور تواضع پیدا کرتے ہیں، جبکہ تعلیلی احکام معاشرتی عدل، قانون سازی اور انسانی فطرت کے تحفظ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ امام شاطبی نے بجافرمایا :

"الأصل في العبادات التوقيف، وفي المعاملات التعليل ".[33]

"عبادات میں اصل بنیاد توقیف (یعنی صرف نص پر رک جانا) ہے، جبکہ معاملات میں اصل بنیاد تعلیل (یعنی علت و مصلحت کو دیکھنا) ہے۔"

جدید دور میں ان دونوں اقسام کے درمیان توازن رکھنا دین کی فہم اور تطبیق کے لیے ناگزیر ہے۔ تعبّدی احکام بندگی کا مظہر ہیں اور تعلیلی احکام دین کی حکمت اور انسان دوستی کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہی توازن اسلامی فقہ کو ایک مکمل اور جامع نظام حیات بناتا ہے۔

تعبّدی اور تعلیلی احکام میں فرق:

اسلامی فقہ و اصولِ شریعت میں احکامِ شرعیہ کو عموماً دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے :تعبّدی (عبادی) اور تعلیلی (عقلی / علّی) احکام۔ ان دونوں میں فرق کو سمجھنا فقہی اجتہاد، اصولی تفریق اور شرعی اطاعت کے دائرے میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

تعبّدی احکام وہ شرعی احکام ہیں جن کی علت (reason/cause) انسانی عقل کے لیے واضح نہیں ہوتی، یا جن کی حکمت بیان کیے بغیر شریعت نے ان کی پابندی لازم قرار دی ہے۔ یہ احکام محض اتباعِ نصوص اور عبادت و بندگی کے طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ جیسے نماز کے رکعات کی تعداد، وضو میں اعضاء کی ترتیب، طواف کے چکر، یا حج کے مخصوص ایام۔ ان احکام میں انسانی عقل و منطق کو کوئی دخل نہیں، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی مطلوب ہے۔ امام شاطبی فرماتے ہیں:

"الأصل في العبادات التوقيف، فلا يُشرع منها إلا ما شرعه الله ورسوله"[34]

"عبادات میں اصل بنیاد توقیف ہے، لہٰذا ان میں سے صرف وہی مشروع ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مشروع قرار دیا ہے۔"

اس کے بر عکس، تعلیلی احکام وہ ہوتے ہیں جن میں شریعت نے کسی نہ کسی علت، مصلحت یا حکمت کی بنیاد پر حکم دیا ہو۔ ان میں انسانی عقل و فہم کو دخل حاصل ہوتا ہے اور ان پر اجتہاد، قیاس اور علتوں کی تعیین ممکن ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر شراب کی حرمت کی علت "نشہ اور عقل کا زوال" ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ[35]

"بیشک شراب، جُوا، بت (پتھر کے نصب کیے ہوئے) اور پانسے یہ سب ناپاک ہیں شیطان کے کاموں میں سے، لہٰذا ان سے بچو۔"

اس آیت میں علت "رجس" اور "شیطانی عمل" ہے، جو انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ امام غزالی کے مطابق:

"الحكم إذا دار مع علته وجوداً وعدماً كان معقول المعنى، فدخل في باب القياس"[36]

"جب کوئی حکم اپنی علت کے ساتھ وجود و عدم کے لحاظ سے گھومتا ہو تو وہ معقول المعنی ہوتا ہے، اور قیاس کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔"

عملی فرق یہ ہے کہ تعبّدی احکام میں اجتہاد یا قیاس کی گنجائش نہیں ہوتی، کیونکہ ان کی بنیاد "توقیف" یعنی نص پر ہوتی ہے، جبکہ تعلیلی احکام میں مجتہد علت کو مد نظر رکھ کر نئے احکام اخذ کر سکتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کی شرح تعبّدی ہے، لیکن تجارت میں نفع و نقصان کے اصول تعلیلی ہیں، جن میں تبدیلی زمان و مکان کے لحاظ سے ممکن ہے۔

تربیتی فرق بھی نہایت اہم ہے: تعبّدی احکام بندے میں روحانی تسلیم، خشوع، بندگی اور اتباع کا جذبہ پیدا کرتے ہیں، جبکہ تعلیلی احکام عقل، حکمت، فہم اور اجتہادی صلاحیت کو ابھارتے ہیں۔ یوں اسلامی شریعت میں تعبّد و تعقل کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، جو اسے ہر دور اور ہر عقل کے لیے قابلِ قبول بناتا ہے۔

تعبّدی فکر کے اثرات:

تعبّدی فکر اسلامی شریعت کا وہ پہلو ہے جو بندے اور خالق کے درمیان بلاواسطہ تعلق کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس فکر کا بنیادی اثر انسان کے دل و دماغ پر تسلیم، اطاعت، عاجزی، اور روحانیت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تعبّدی احکام چونکہ علت و مصلحت کے بجائے محض اللہ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی بنیاد پر ادا کیے جاتے ہیں، اس لیے وہ بندے کو "سمعنا و اطعنا" (البقرہ: 285) کی تربیت دیتے ہیں۔ جب انسان نماز، روزہ، وضو، طواف اور دیگر شعائر کو محض حکمِ الٰہی سمجھ کر بجالاتا ہے، تو اس کے اندر بندگی، تسلیم و رضا، اور اللہ کی حاکمیت پر ایمان راسخ ہو جاتا ہے۔

تعبّدی فکر کا ایک اہم اثر وحدتِ امت کے قیام میں نظر آتا ہے۔ جب مسلمان ایک ہی طریقے سے نماز ادا کرتے ہیں، ایک ہی ماہ میں روزے رکھتے ہیں، ایک ہی انداز سے وضو کرتے ہیں تو یہ عمل محض فقہی نہیں بلکہ اجتماعی وحدت کی علامت بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"العبادات التوقيفية[1] شعار لوحدة الأمة، وتماسكها حول القيادة الشرعية "[37]

"توقیفی عبادات امت کی وحدت اور اس کے شرعی قیادت کے گرد اتحاد و یکجہتی کا شعار ہیں۔"

مزید برآں، تعبّدی اعمال انسان کے اندر باطنی تزکیہ اور روحانی تربیت کو مضبوط کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :الصلاة نور"[38]، یعنی نماز نور ہے، جو انسان کے دل کو جلا بخشتی ہے۔ روزہ نفس کشی اور تقویٰ کی تربیت ہے (البقرہ: 183)، حج اور عمرہ میں شعائر اللہ کی تعظیم اور بندگی کا اعلیٰ مظہر پایا جاتا ہے (الحج: 32)۔ یہ تمام افعال عقل و مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ حکمِ الٰہی کی اطاعت میں ادا کیے جاتے ہیں، اور یہی انسان کو عبد بناتے ہیں، محض مفکر یا مصلح نہیں۔

تعبّدی فکر کا ایک اور بڑا اثر اعتدال اور توازن ہے۔ جب بندہ احکامِ شریعت میں اپنی عقل کو حاکم بنانے کے بجائے، شریعت کو برتر مان کر عمل کرتا ہے تو اس کی شخصیت میں حدودِ شریعت کی پابندی، متوازن مزاج، اور حد میں رہنے کی روش پیدا ہوتی ہے۔ تعبّدی رویہ بندے کو عقل پرستی، خود پسندی اور تشریعی بغاوت سے بچاتا ہے، جو آج کے دور میں فکری انتہاپسندی اور انارکی کا باعث بن رہی ہے۔

عصر حاضر میں جہاں انسان ہر شے کو "کیوں" اور "کیسے" کی کسوٹی پر پرکھتا ہے، تعبّدی فکر یاد دلاتی ہے کہ ہر حکم کی حکمت سمجھنا ضروری نہیں بلکہ بعض مواقع پر "سمعاً وطاعةً" کا رویہ ہی روحِ دین ہے۔ یہی فکر دین کو عبادت، اخلاق اور معاشرت میں اعتدال بخشتی ہے، اور امت مسلمہ کو ایک مرکز، ایک قبلہ، اور ایک امت بنائے رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

خلاصہ:

فقہی اختلافات اسلامی تاریخ اور علمِ فقہ کا ایک لازمی جزو ہیں، جو شریعت کے اجتہادی دائرے کی وسعت، دین کی حکمت اور انسانی عقل و فہم کی محدودیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان اختلافات میں ایک اہم اصولی و فکری بنیاد تعبّدی فکر ہے، جو ان احکام پر مشتمل ہوتی ہے جن کی علت یا حکمت عقل سے مکمل طور پر اخذ نہیں کی جاسکتی، بلکہ محض نص (قرآن و حدیث) کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کے جذبے سے ادا کی جاتی ہے۔ تعبّدی فکر ایسے احکام کی بنیاد بنتی ہے جو توقیفی (non-rational) ہوتے ہیں، مثلاً نماز کے رکعات، وضو کی ترتیب، حج کے مخصوص اعمال، وغیرہ۔

مذاہبِ اربعہ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات میں سے کئی ایسے ہیں جو تعبّدی نوعیت کے ہیں۔ جیسے نماز میں آمین بالجہر، رفع یدین، وضو میں ترتیب، یا قربانی کے ایام کے مسائل۔ ان اختلافات کی بنیاد اختلافِ علت پر نہیں بلکہ مختلف نصوص، روایات اور سنت کی تعبیرات پر ہوتی ہے۔ فقہاء تعبّدی احکام میں قیاس یا اجتہاد کو محدود رکھتے ہیں، کیونکہ ان احکام کا اصل مقصد بندگی، اتباع، اور تسلیم ہے، نہ کہ عقلی تعلیل یا دنیوی مصلحت کی تلاش۔ امام شاطبیؒ اور ابن رشدؒ جیسے اصولی مفکرین نے تعبّدی احکام کو اجتہادی تنوع کا سبب اور رحمت قرار دیا ہے۔

یہ تعبّدی فکر فقہ کو سختی اور جمود سے بچاتی ہے، کیونکہ ہر مسلک ایک مخصوص نص یا سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسرے مسلک کو بھی شرعی دائرے میں سمجھتا ہے۔ اس سے فقہی اختلاف اختلافِ تنوع کی شکل اختیار کرتا ہے نہ کہ تضاد کی۔ یہی وہ رویہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے ارشاد "اختلاف أمتي رحمة" کے مصداق بنتا ہے۔

لہٰذا تعبّدی فکر فقہی اختلافات میں ادب، برداشت، تنوع اور رواداری کو فروغ دیتی ہے۔ یہ فکر نہ صرف شریعت کی روحانی گہرائی کو نمایاں کرتی ہے بلکہ امت مسلمہ کے مختلف فقہی مسالک کو ایک وسیع تر وحدت میں باندھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

سفارشات وتجاویز

1. **فقہی اختلافات کو رحمت سمجھا جائے**

اختلاف کو تضاد یا افتراق کے بجائے تنوع اور وسعت کے طور پر اپنانا چاہیے۔ اس سے امت میں برداشت اور علمی وسعت پیدا ہوگی۔

2. **تعبّدی احکام میں اجتہاد کی حد بندی کا شعور**

طلبہ اور علماء کو واضح طور پر یہ سکھایا جائے کہ تعبّدی احکام میں عقل اور قیاس محدود کردار رکھتے ہیں اور اصل بنیاد نصوص پر تسلیم و اتباع ہے۔

3. **تقابلی فقہ (Comparative Fiqh) کی تدریس**

مدارس اور جامعات میں فقہی مذاہب کے تقابلی مطالعے کو فروغ دیا جائے تاکہ طلبہ یہ سمجھ سکیں کہ مختلف آراء نصوص اور تعبیرات کے تنوع سے پیدا ہوئی ہیں، نہ کہ من مانی سے۔

4. **بین المذاہب مکالمہ**

مختلف فقہی مکاتب فکر کے علماء کے درمیان علمی و فکری مکالمے کو فروغ دیا جائے تاکہ باہمی احترام اور علمی اشتراک بڑھ سکے۔

5. **اجتہاد اور تعبّد میں توازن**

جدید مسائل میں اجتہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جہاں احکام تعبّدی ہیں وہاں عقل کو محدود رکھا جائے، اور جہاں مصلحت و علت واضح ہو وہاں اجتہاد کو وسعت دی جائے۔

6. **فقہی اختلافات کی عوامی سطح پر وضاحت**

عوام کو یہ تعلیم دی جائے کہ نماز، وضو، یا قربانی جیسے مسائل میں اختلاف تنوع کی وجہ سے ہے، تاکہ تفرقہ بازی

مصادر و مراجع

1 راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ناشر، دارالمصطفیٰ الباز، س ن، ج ا، ص ۳۰۱

2 الآمدی، سیف الدین علی بن محمد، الإحکام فی أصول الأحکام، مؤسسۃ النور، الریاض، ۱۴۰۲ھ، ج2، ص234

3 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، العبودیہ، المکتبۃ السلامی، بیروت، ۲۰۰۵، ص ۹۰

4 الروم:24

5 النساء:101

6 المائدہ:6

7 البقرۃ:158

8 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ناشر، منشورات البشیر، ج1، ص203

9 الغزالی، محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین، دارابن حزم، لبنان، ۲۰۰۵، ج ۲، ص ۴۰

10 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ج2، ص303

11 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، ج21، ص286

12 الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی، ج1، ص71

13 القرضاوی، یوسف، الاجتہاد فی الشریعہ الإسلامیہ، دارالقلم للنشر، ۱۹۹۸، ص85

14 الأحزاب:36

15 الآمدی، سیف الدین علی بن محمد، الإحکام فی أصول الأحکام، ج2، ص235

16 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، داراعالم الکتب، ۱۹۹۷، ج1، ص67

17 السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دارالمعرفۃ، بیروت، س ن، ج1، ص124

18 السرخسی، شمس الدین، المبسوط، ج1، ص15

19 ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، مکتبہ دار الفکر، طبع ج1، ص125

20 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج1، ص35

21 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج1، ص190

22 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، ج1، ص89

23 ابن القیم، إعلام الموقعین، ج1، ص68

24 الحر العاملی، وسائل الشیعہ، موسسۃ البیت، التراث، ج1، ص90

25 الحر العاملی،وسائل الشیعہ،ج1،ص11

26 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات،ج2،ص372

27 ابن شد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد،ج1،ص21

28 بیہقی، السنن الکبریٰ:ج10،ص114۔

29 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،حدیث631

30 الآمدی، سیف الدین علی بن محمد، الإحکام فی أصول الأحکام،ج2،ص234

31 المائدہ:90

32 الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی،ج1،ص71

33 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات،ج2،ص303

34 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات،ج1،ص212

35 المائدہ:90

36 الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی،ج1،ص141

37 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ،ج22،ص233

38 مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح،حدیث: 223